eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

CC BY
OPEN ACCESS

مقصود احمد
پی ایچ ڈی سکالر، ادارہ زبان و ادبیاتِ اردو ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور
پروفیسر ڈاکٹر ضیاء الحسن
پروفیسر، ادارہ زبان و ادبیاتِ اردو، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

Maqsood Ahmad
PhD Scholar, Institute of Urdu Language & Literature, University of the Punjab, Lahore
Dr. Zia ul Hassan
Professor, Institute of Urdu Language & Literature, University of the Punjab, Lahore

میر غلام بھیک نیرنگ کی اُردو غزل پر اقبال کے اثرات

The Impact of Iqbal on Mir Ghlum Bheek Nairang's Urdu Ghazal

Abstract

Mir Ghulam Bheek Nairang is a prominent name of contemporaries of Iqbal. Nairang devoted his whole life for academic, literary, political and national cause and activities. Among the peers of Iqbal, Nairang was an ambitious and optimistic poet. Interaction with Iqbal and an exposure of Iqbal's poetic genius bestowed Nairang's poetry with a novel spirit and poetic sense. Nairang's Urdu Ghazal particularly recognized for its simplicity, extempore expression and aesthetic pleasure. Iqbal's poetic influence is prominently felt in the underlying poetic sense and quite visible in the expression in Nairang's poetry. Somewhere he adopted Iqbal's art and metre of poetry. His Urdu ghazal are simple, straight forward and articulate under the effects of Iqbal.

Keywords: Iqbal, Nairang, Ghazal, Urdu, Poetry, Impact

کلیدی الفاظ: اقبال، نیرنگ، غزل، اردو، شاعری، اثرات

حالی کے بعد اور اقبال کے معاصرین، میں جن شعرا نے اردو شاعری میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کیں، ان میں میر نیرنگ کا نام نمایاں ہے۔ نیرنگ ہماری قومی اور ادبی تاریخ کی ان نابغہ روزگار شخصیات میں سے ہیں، جنھوں نے اپنی زندگی علمی و ادبی، قومی و سیاسی سرگرمیوں کے لیے وقف کر دی اور یوں معاصر دور کی قومی اور ادبی زندگی پر ہمہ گیر اثرات مرتب کیے۔ معاصرین اقبال میں نیرنگ ایک خوش فکر اور مشّاق شاعر تھے۔ اقبال سے رفاقت اور ذوق کی مطابقت نے نیرنگ کے شعری ذوق اور مشقِ سخن میں جِلا پیدا کی۔ ان کی اردو غزلیات سادگی، بے ساختگی اور کیف و سرور کے لحاظ سے انفرادی شان کی حامل ہیں، جن میں اقبال کی اردو غزل کے اثرات واضح اور نمایاں طور پر محسوس کیے جاسکتے ہیں۔

نیرنگ دورانہ، تحصیل و ضلع انبالہ میں ستمبر 1876 میں پیدا ہوئے۔ اصل نام غلام محی الدین تھا، جسے ایک صوفی بزرگ جناب میراں بھیکھ سے عقیدت کی مناسبت سے تبدیل کر کے غلام بھیک رکھا گیا۔ میر نیرنگ تمام عمر مثبت اور مفید، قومی و ملی اور علمی کاوشوں میں منہمک رہے اور ان کی ساری زندگی ایک ہم درد قومی رہنما، ایک راست باز انسان، ایک پر خلوص اور سچے دوست اور

ایک خوش فکر شاعر و ادیب کی زندگی کا نمونہ پیش کرتی ہے۔ 1895 میں انھوں نے مشن ہائی اسکول انبالہ سے انٹرنس کا امتحان پاس کیا اور پنجاب یونیورسٹی میں اول آئے، اس سال گورنمنٹ کالج لاہور میں داخلہ لیا۔ یہاں علامہ اقبال اور چودھری کی رفاقت میسر آئی۔

میر نیرنگ اپنے وقت کی ہر اہم اور بڑی تحریک میں شامل رہے اور اپنی عملی، تنظیمی اور ذہنی صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کرتے رہے اور قومی زندگی کو ان کے ذہن اور قلم سے ہر طرح فائدے پہنچتے رہے۔ عملی سیاست میں وہ ایک سرگرم اور مستعد سیاسی رہنما کا کردار ادا کرتے رہے۔ صحافتی میدان میں ان کی تحریریں اس دور کے ہر اہم قومی اور سیاسی مسئلہ پر قومی تعمیر اور رہبری کا فریضہ انجام دیتی رہیں۔

میر نیرنگ کی تصانیف میں "کلام نیرنگ" ان کی منظومات اور غزلیات پر مشتمل ہے، جس کا پہلا ایڈیشن 1907 میں جب کہ دوسرا اضافوں کے ساتھ 1917 میں شائع ہوا۔ اپنے مرشد حضرت کچھو چھوی کے فارسی، اردو اور ہندی کلام کے مجموعہ "طائف اشرفی" کی ترتیب و اشاعت بھی نیرنگ کے حصہ میں آئی۔ اپنی تحریک تبلیغ کے سلسلہ میں نیرنگ نے "غبار افق" کے نام سے ہندوستان میں ارتداد کی مفصل تاریخ بھی تحریر کی۔

میر نیرنگ ادب کا فطری ذوق رکھتے تھے۔ در حقیقت ان کے ادبی ذوق کی نشوونما لاہور کے زمانہ طالب علمی میں ہوئی۔ یہاں کئی باذوق دوستوں کی صحبت انھیں میسر آئی۔ چودھری جلال الدین اور علامہ اقبال جیسے شاگردان میر حسن کی رفاقت نے نیرنگ کے ذوق شاعری کو مہمیز لگائی۔ نیرنگ نے ابتدائی طور پر "مواج" تخلص اختیار کیا، جسے جلد ہی تبدیل کر کے نیرنگ کر لیا۔ 1901 میں "مخزن" کے لاہور سے اجراء کے مشاورتی عمل میں مرزا اعجاز حسین کے ساتھ میر نیرنگ بھی شامل تھے۔ میر نیرنگ کی علمی اور ادبی تحریریں اور شعری تخلیقات زیادہ تر مخزن ہی میں شائع ہوئیں اور جس سال شیخ عبدالقادر "مدیر مخزن" وکالت کے امتحان کے لیے انگلستان گئے تو انھوں نے نیرنگ کو لاہور بلا کر "مخزن" ان کے سپرد کر دیا۔ 16 اکتوبر 1952 کو غلام بھیک نیرنگ حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے انتقال فرما گئے اور انھیں لاہور میں سپرد خاک کیا گیا۔

میر نیرنگ ہماری قومی اور ادبی تاریخ کی ان نابغۂ روزگار شخصیات میں سے ہیں جنھوں نے اپنی ساری زندگی بھرپور علمی و ادبی اور قومی و سیاسی سرگرمیوں میں گزار دی اور اپنے دور کی قومی اور ادبی زندگی پر ہمہ گیر اثرات چھوڑے۔ ہماری قومی اور ادبی تاریخ کے جائزوں میں انھیں وہ جگہ نہ مل سکی جس کے وہ فی الحقیقت حق دار تھے۔ میر نیرنگ ادب کا فطری ذوق رکھتے تھے، لیکن ان کے ذوق کی نشوونما ان کے لاہور کے زمانہ طالب علمی میں ہوئی۔ جہاں چند باذوق دوستوں کی محفل انھیں میّسر آئی۔ ان دوستوں میں ایک چودھری جلالُ الدین تھے۔ وہ اور میر نیرنگ بورڈنگ ہاؤس میں ساتھ ہی رہتے تھے۔ انھی کے توسط سے میر نیرنگ، علامہ اقبال سے متعارف ہوئے اور تعارف کی انتہا دوستی کے گہرے رشتے کی صورت میں ہوئی۔ اس وقت تک میر نیرنگؔ شعر کہنے لگے تھے اور اس میں مہارت بھی پیدا کر لی تھی۔ آغاز میں انھوں نے "مواجؔ" تخلص اختیار کیا تھا جسے جلد ہی تبدیل کر کے "نیرنگ" کر لیا۔(۱)

مشفق خواجہ میر نیرنگ کی مذہبی، سیاسی، سماجی اور ادبی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ:

"حالی کے بعد اور اقبال کے معاصرین میں جن شعرا نے اردو شاعری میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کیں، ان میں میر نیرنگ کا نام سرفہرست ہے۔ اگرچہ وہ اپنی سیاسی، سماجی اور مذہبی مصروفیات کی وجہ سے شاعری کو زیادہ وقت نہ دے سکے لیکن ان کے مختصر شعری سرمائے کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کیوں کہ یہ شعری سرمایہ اس دور سے تعلق رکھتا ہے جب اردو شاعری کے دامن میں نئے نئے موضوعات و اسالیب سے وسعت

پیدا ہو رہی تھی۔ میر نیرنگ نے اپنی شاعری میں جہاں ایک طرف قومی و ملی جذبات واحساسات کو جگہ دی ہے وہاں دوسری طرف مناظرِ فطرت اور مظاہرِ جمال سے بھی استفادہ کیا ہے۔۔۔ میر نیرنگ بھی انھیں فراموش شدہ شاعروں میں سے ہیں۔" (۲)

شاعری میں ان کو بھی فصیح الملک مرزا داغ دہلوی سے تلّمذ حاصل تھا۔ علامہ اقبال سے رفاقت اور ذوق کی مطابقت نے میر نیرنگ کے ذوق شعری اور مشقِ سخن میں جِلاپیدا کی اور دونوں میں اشعار کا تبادلہ ہونے لگا۔ مشقِ سخن کے لیے اقبال اور نیرنگ ایک ہی زمین میں ایک ساتھ طبع آزمائی بھی کر لیا کرتے تھے۔ سید عابد علی عابد "شعر اقبال" میں رقم طراز ہیں:

"سید غلام بھیک نیرنگ کو فطرت نے جوہرِ شعر گوئی ارزانی کیا تھا۔ انہوں نے خود اسے بہت اہمیت نہیں دی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شعر بطریقِ تفنّن کہتے رہے۔ اگر وہ سنجیدگی سے اس طرف متوجہ ہوتے تو اچھے اچھے شعرا کا چراغ ان کے سامنے نہ جل سکتا"(۳)

مثلاً ان دونوں کی یہ غزلیں جن کے مطلع درج ذیل ہیں:

اقبال:

عبادت میں زاہد کو مسرور رہنا
مجھے پی کے تھوڑی سی مخمور رہنا(۴)

نیرنگ:

یہ شایاں ہے عاشق کا دستور رہنا
ترے جور سہہ کر بھی مسرور رہنا(۵)

میر نیرنگ گورنمنٹ کالج کے بورڈنگ ہاؤس میں چار سال تک مقیم رہے۔ ان میں تین سال ایسے تھے کہ اقبال اور دیگر باذوق دوستوں کے ساتھ اُن کی صحبتیں بر قرار رہیں۔ ان صحبتوں میں ادبی مباحثے ہوئے، شعر کہے اور پڑھے جاتے تھے، اس دوران میر نیرنگ لاہور کے قدیم مشاعروں میں بھی جو بھاٹی دروازے کے اندر بازارِ حکیماں میں حکیم امین الدین بیرسٹر اور حکیم شہباز الدین کے مکان پر منعقد ہوتے تھے، شریک ہو کر دادِ سخن دیتے تھے۔ اقبال بھی میر نیرنگ کی شاعری کے مدّاح تھے اور انھیں اور نادر کاکوروی کو اپنا "ہم صفیر" بیان کرتے تھے:

نادرؔ و نیرنگؔ ہیں اقبال میرے ہم صفیر
ہے اسی تثلیث فی التوحید کا سودا مجھے(۶)

اردو شاعری پر اقبال کے اثرات کی ہمہ گیری کا تجزیہ کرتے ہوئے ڈاکٹر وحید قریشی رقم طراز ہیں:

"اقبال کی شاعری کم و بیش ایک رُبع صدی تک ہمارے ذہنوں پر چھائی رہی۔ ہمارے بعض نامی شعرا جنھوں نے بعد میں اپنا رنگ پیدا کر لیا، ابتدا میں اقبال کے اثر سے خالی نہ تھے۔"(۷)

میر نیرنگ ادب و شعر کا وسیع مطالعہ اور بہت پختہ شعور رکھتے تھے۔ وہ ایک اچھے نقاد بھی تھے، ان کی تنقیدوں اور شعروں سے "مخزن" اور اس کے معیار کو بہت فائدہ پہنچا۔ اقبال کی شاعری کے اولیں دور میں جب اہل زبان ان کے کلام میں زبان و بیان کے عیب نکالتے تو میر نیرنگ "انبالویؔ" اور پنجابیؔ" کے قلمی نام سے اقبال کی حمایت کرتے۔ نیرنگ نے علمی و ادبی مضامین اور تنقیدی جائزے تحریر کیے، مگر ادبی دنیا میں اُن کی شہرت کا زیادہ تر انحصار ان کی شاعری پر ہے۔ میر نیرنگ کی ساری شاعری میں چاہے تراجم

ہوں یا طبع زاد، ایک انفرادی خلوص، سادگی اور بے تکلّفی ہر جگہ نمایاں ہے۔ وہ اپنے خیالات، جذبات اور تجربات و مشاہدات کو رنگین الفاظ کے پردوں میں چھپانے کے بجائے سیدھے سادے انداز میں دل کش بنا دیتے ہیں۔ بے تکلفی کے ساتھ شعر کہنے کی وجہ سے ان کے یہاں واقعیت محو نہیں ہو پاتی، سادگی اور بے تکلفی کی خصوصیات کی بنا پر وہ اردو کے بڑے بڑے شعرا کے دوش بدوش کھڑے نظر آتے ہیں:

اس جستجو میں میں نے کی سیر طور و ایمن
پربت کو گھر بنایا ، جنگل سے لو لگائی
مندر کو جا کے دیکھا گرجا میں جا کے ڈھونڈا
مسجد کو چھان مارا ، اس کی نہ دید پائی (۸)

ان کی غزلیں بھی سادگی، بے ساختگی اور کیف و سرور کے لحاظ سے ایک انفرادی شان رکھتی ہیں، عشقیہ موضوعات ان کی غزلوں۔۔ بلکہ ساری ہی شاعری میں کم ہیں۔۔۔ چونکہ ان کی زندگی مذہب و ملّت کے درد سے معمور تھی اور یہی درد ان کی منظومات کا بھی حاوی موضوع تھا اس لیے غزلوں میں بھی اس کی کیفیت محسوس ہوتی ہے۔ (۹)

ہونے کو گل و لالہ بھی ہیں شمس و قمر بھی
تیری ہی طرف اُٹھتی ہیں خلقت کی نگاہیں
تم بھی تو سُنو آ کے کبھی تم بھی تو دیکھو
ارمان کی باتیں مری حسرت کی نگاہیں (۱۰)

اے سرِ شوریدہ ! اب تیرے وہ سودا کیا ہوئے
کیا سدا سے تھی، یہی غفلت شعاری زندگی
یاں تو اے نیرنگ! دونوں کے لیے ساماں نہیں
موت بھی مجھ پر گراں ہے گر ہے بھاری زندگی (۱۱)

مندرجہ بالا اشعار سے غزلیات نیرنگ کا لب و لہجہ، سادگی، روانی، برجستگی خیالات کے اظہار پر مکمل دسترس کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ نیرنگ کی غزلیات میں اگرچہ عاشقانہ موضوعات کی کمی محسوس ہوتی ہے تو اس کا سبب بھی ظاہر ہے۔ تاہم جن اشعار میں واردات قلبی کی ترجمانی کی گئی ہے، ان میں خلوص، سوز و گداز اور درد کی ہلکی آنچ بطور خاص محسوس کی جا سکتی ہے۔ وہ یوں کہ عہد شباب میں نیرنگ بھی اس آگ سے آشنا ہو چکے تھے۔ لہذا اس کیف و سرور اور دھیمی آنچ کے سوتے اسی تجربے کی آنچ سے پھوٹ رہے ہیں۔ ڈاکٹر تسکینہ فاضل کلام نیرنگ کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ:

> "ان کا اسلوب رواں اور بے ساختہ ہے۔ زبان میں سادگی اور شستگی ہے۔ نیرنگ آپنے خیالات کا اظہار کرنے پر کامل دسترس رکھتے ہیں۔ ان کی غزلیات میں زیادہ تر سیاسی اور قومی مضامین ملتے ہیں۔۔۔ اپنی وارداتِ قلب کو بڑی صفائی کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔"(۱۲)

اتنی ہم کو بھی دکھاتے ہو مسیحا نفسی
حسرتِ مردہ کو آ آ کے جِلا جاتے ہو

شعلۂ طور سے تو وادیِ ایمن ہی جلا
تم جہاں آتے ہو اِک آگ لگا جاتے ہو(۱۳)

جھلک رہا ہے عجب آب و تاب سے جوبن
بہار اوڑھے ہوئے ہے ردائے خندہ گُل
بہ عین قہقہہ کیا کام اشک شبنم کا ؟
کوئی تو درد نہاں ہے قفائے خندۂ گل(۱۴)

چمن زارِ تصور ہی میں محوِ دیدِ گُل ہوں میں
بہت تھوڑا تفاوت یاں قفس سے آشیاں تک ہے
برآئے گی اُمیدِ بلبل آفت طلب یعنی
نہیبِ برقِ سوزاں آشیاں سے آشیاں تک ہے(۱۵)

میر نیرنگ کی غزلیات کے زیادہ تر موضوعات قومی سیاسی، تہذیبی و اخلاقی دائرہ کار میں آتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود کہ وہ اقبال کی طرح اپنی قوم سے سچی ہمدردی اور مسلمانوں کے بہتر مستقبل کے بارے میں جذبہ فراواں رکھتے تھے۔ تاہم انھیں حسن و عشق اور راز و نیاز کے معاملات سے شناسائی حاصل تھی اور حسن و عشق کی لطیف احساس و جذبات کو بیان کرنے کا سلیقہ بھی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی غزلیات میں جہاں کہیں بھی اپنی واردات قلبی کو بیان کرتے ہیں تو کسی قسم کی آورد، تصنع یا بناوٹ کا احساس تک نہیں ہوتا، بلکہ اس موضوع خاص میں قاری ان کا ہم خیال و ہم نوا بن جاتا ہے۔

ڈاکٹر معین الدین عقیل ''کلام نیرنگ'' کے ۱۹۸۳ کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں گو میر نیرنگ ایک خوش فکر اور مشاق شاعر تھے، اور علامہ اقبال کے معاصرین میں انھیں خصوصیت بھی حاصل تھی، تاہم قومی اور سیاسی مشاغل کی وجہ سے وہ شاعری سے بے نیاز ہوگئے تھے۔ اس بنا پر ان کا شعری مجموعہ ''کلام نیرنگ''، (موجودہ اشاعت سوم، ۱۹۸۳) دو مرتبہ پہلے ۱۹۰۷ میں اور پھر قدرے اضافوں کے ساتھ ۱۹۱۷ میں شائع ہوا، لیکن پھر ان کی زندگی میں جو اس دوسری اشاعت کے بعد کے ۳۵ برسوں پر محیط ہے۔ اس کی کوئی اشاعت سامنے آئی اور نہ کوئی نیا مجموعہ مرتب ہوا۔ اقبال میر نیرنگ کو اپنے خاص دوستوں میں شمار کرتے تھے۔ اس لیے اقبال جب ۱۹۰۵ میں عازمِ انگلستان ہوئے تھے، تو راستے میں دہلی میں محبوبِ الٰہی کے مزار پر بھی حاضر ہوئے۔ جہاں خواجہ حسن نظامی اور شیخ نذر محمد اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس بھی موجود تھے تو اس سفر میں غلام بھیک نیرنگ بھی اقبال کے شریکِ سفر تھے۔ آپ اپنے ایک خط جو کہ مولوی انشا اللہ خاں، 'ایڈیٹر دکن' کے نام لکھا گیا ہے، لکھتے ہیں:

> ''اللہ اللہ، حضرت محبوبِ الٰہی کا مزار بھی عجیب جگہ ہے۔ بس یہ سمجھ لیجئے کہ دہلی کی پرانی سوسائٹی حضرت کے قدموں میں مدفون ہے۔۔۔ شام کے قریب ہم اس قبرستان سے رخصت ہونے کو تھے کہ میر نیرنگ نے خواجہ صاحب سے کہا کہ ذرا غالب مرحوم کے مزار کی بھی زیارت ہو جائے کہ شاعروں کا حج یہی ہوتا ہے۔ خواجہ صاحب موصوف ہم کو قبرستان کے ایک ویران گوشے میں لے گئے جہاں وہ گنجِ معانی مدفون ہے جس

پر دہلی کی خاک ہمیشہ ناز کرے گی۔۔۔ ۳ ستمبر کی صبح کو میر نیرنگ اور شیخ محمد اکرام اور باقی دوستوں سے دہلی میں رخصت ہو کر بمبئی کو روانہ ہوا اور ۴ کو خُدا خُدا کر کے اپنے سفر کی پہلی منزل میں پہنچا"۔(۱۶)

اس کے علاوہ اس مجموعہ مکاتیب میں خود غلام بھیک نیرنگ کے نام اقبال کے تین خطوط شامل ہیں جن کے مطالعہ سے اس امر کے تعیّن میں کافی مدد ملتی ہے کہ اقبال کی نظر میں اپنے اس شاعر دوست کا مقام و مرتبہ کیا تھا۔ اور وہ کس طرح کے موضوعات پر ان سے اِظہارِ خیال کیا کرتے تھے۔ ان میں سے ایک خط میں اقبال کو 'سر' کا خطاب ملنے پر ہندوستانی مسلمانوں کے دل و دماغ میں جو شکوک و شبہات سر اُٹھا رہے تھے، اُن سے متعلق اقبال نے اپنے خیالات کا اِظہار کیا ہے۔ اس سے محسوس کیا جا سکتا ہے کہ ان مکاتیب کے مخاطب اقبال کے معتمد علیہ ساتھی اور دوست تھے، جن کو سخن وری اور سخن فہمی کی نعمت بھی ودیعت ہوئی تھی۔ اقبال اپنے خط میں جو مورخہ ۴۔ جنوری ۱۹۲۴ کو لکھا گیا، رقم طراز ہیں:

"باقی رہا وہ خطرہ جس کا آپ کے قلب کو احساس ہوا ہے، سو قسم ہے خدائے ذوالجلال کی جس کے قبضہ میں میری جان اور آبرُو ہے، اور قسم ہے اُس بزرگ و برتر وُجود کی جِس کی وجہ سے مُجھے خُدا پر ایمان نصیب ہُوا اور مُسلمان کہلاتا ہُوں۔ دنیا کی کوئی قوّت مجھے حق کہنے سے باز نہیں رکھ سکتی، انشا اللہ!۔ اقبال کی زندگی مومنانہ نہیں لیکن اُس کا دل مومن ہے"۔(۱۷)

سر زمین پنجاب سے تعلق رکھنے والے شعرا سے دہلوی اور لکھنوی شعرا بغض و عناد رکھتے تھے اور ان کے کلام پر اعتراضات پر کوئی موقع بھی ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔ میر نیرنگ بھی ابتدا میں اسی سوچ اور نظریہ کے عامل تھے۔ لیکن جب انھوں نے کلام اقبال کا بنظر غائر مطالعہ کیا تو ان کی دیرینہ رائے یکسر تبدیل ہو گئی اور وہ اقبال کی شاعرانہ عظمت اور فن کے دل و جان سے معترف ہو گئے۔ غلام بھیک نیرنگ خود بھی اقبال کی اردو غزل گوئی کے معترف تھے۔ ان کی وہ غزل جس کا مطلع حسب ذیل ہے:

برسرِ زینت جو شمع محفل جانانہ ہے
شانہ اس کی زلفِ پیچاں کا پرِ پروانہ ہے(۱۸)

غلام بھیک نیرنگ نے جب یہ غزل دیکھی تو ان کی جو کیفیت ہوئی، وہ ان کی زبانی سنیے۔ لکھتے ہیں کہ:

"جب میں نے یہ غزل دیکھی تو میری آنکھیں کھل گئیں۔ میں نے اس وقت تک اہل پنجاب کی اردو شاعری کے جو نمونے دیکھے تھے، ان کو دیکھ کر میں اہلِ پنجاب کی اردو گوئی کا معتقد نہ تھا مگر اقبال کی اس غزل کو دیکھ کر میں نے اپنی رائے بدل دی اور مجھ کو معلوم ہو گیا کہ ذوقِ سخن کا اجارہ کسی خطہ زمین کو نہیں دیا گیا۔۔۔ خیر اوروں کو چھوڑیے، اقبال کا تو میں قائل ہو ہی گیا۔"(۱۹)

غلام بھیک نیرنگ کے کلام میں اقبال کی شاعری کے اثرات نمایاں طور پر محسوس کیے جا سکتے ہیں۔ مثلاً ان کی غزلیات کے اشعار پیش کیے جاتے ہیں:

چھو گے کیا مرا ذوق طلب بھی تم نے دیکھا ہے
ورائے لا مکاں ہے انتہائے جستجو میری
ترا انصاف جب مجھ کو ذرا آنکھیں دکھاتا
بندھا دیتا ہے ڈھارس مژدہ لاتقنطو! میری(۲۰)

کج کلاہانِ گل و غنچہ کی سج دھج کیا خوب
جامہ زیبانِ چمن کی ہیں قبائیں کیا کیا!
کس قدر گوہر و الماس بکھیرے نیرنگ
خسرو ابر کی ہیں ہم پہ عطائیں کیا کیا![۲۱]

ڈاکٹر علی محمد خاں "لاہور کا دبستانِ شاعری" میں رقم طراز ہیں:

"آپ بھی علامہ اقبال کی طرح ایک بامقصد شاعر ہیں اور آپ کے دل میں بھی ملت کے درد کی کسک موجود تھی۔"[۲۲]

تیغ نظر سے دل پر وہ وار کرتے جاتے
اور لب پہ یاں صدائے ھَل من مزید ہوتی
کہتے ہیں عید ہے آج ، اپنی بھی عید ہوتی
ہم کو بھی گر میسر ، "جاناں " کی دید ہوتی[۲۳]

بُتوں سے کس کو اُمیدِ وفائے الفت ہے
عبث کسی کی محبت کا دم بھرے کوئی
سوالِ وصل نہیں ، شرحِ شوقِ دید نہیں
تمھارا حرج! اگر تم پہ یوں مرے کوئی[۲۴]

میر نیرنگ کو اسلام اور مسلمانوں کا جو درد تھا اور جس کے لیے انھوں نے اپنی ساری صلاحیتیں اور قوتیں وقف کر رکھی تھیں، اس کا اظہار ان کی دیگر کاوشوں کے ساتھ ساتھ ان کی شاعری میں بھی کارفرما نظر آتا ہے۔ ان کی شاعری ان کے لیے اسی طرح حصول مقصد کا ایک ذریعہ تھی، جس طرح اقبال نے ہندوستان کے مخصوص ماحول کے پیش نظر شاعری کو اپنے مقاصد کے حصول کا اک نادر، منفرد اور کامیاب ذریعہ بنایا تھا۔ میر نیرنگ بھی اقبال کی طرح محض ادب برائے ادب کے بجائے ادب برائے زندگی کے قائل تھے۔ انھوں نے اپنی شاعری سے ہندوستانی مسلمانوں سے ہمدردی اور ان کی بہتری کا کام لیا۔ میر نیرنگ کے لیے شاعری حصول مقصد کا ذریعہ تھی۔ ڈاکٹر علی محمد کا خیال ہے کہ:

"نیرنگ کے لیے شاعری سرمایہ تفریح نہیں بلکہ رشد و ہدایت کا ایک اہم ذریعہ ہے۔"[۲۵]

پھر وہی ہم ہیں خیالِ رُخ زیبا ہے وہی
سر شوریدہ وہی ، عشق کا سودا ہے وہی
پھر لگا رہے وہی سلسلۂ راز و نیاز
جلوۂ حسن وہی ذوقِ تماشا ہے وہی
محوِ دیدِ چمن حُسن ہے پھر دیدۂ شوق
گل شاداب وہی بلبلِ شیدا ہے وہی
پھر ہوئی لیلیٰ و مجنوں کی حکایت تازہ
اُن کا عالم وہی نیرنگ کا نقشہ ہے وہی[۲۶]

میر نیرنگ نہ صرف نظم کے قادرالکلام شاعر تھے بلکہ اردو غزل میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر تسکینہ فاضل لکھتی ہیں :

"میر نیرنگ کو نظم اور غزل دونوں اصناف پر قدرت حاصل تھی۔"(۲۷)

ذرّہ وادیٔ الفت پہ مناسب ہے نگاہ
فلک حُسن پہ یہ خورشید درخشاں ہو کر
شدتِ شوقِ شہادت کا کہوں کیا عالم
تیغِ قاتل پڑی سر پہ مرے احساں ہو کر(۲۸)

بھیس عشاق کا بھرتے نہ کبھی اہلِ ہوس
عشق ، اے کاش! ذرا اور بھی مشکل ہوتا
اضطراب دلِ عاشق کی حقیقت کھلتی
کاش اے جاں ترے پہلو میں مرا دل ہوتا(۲۹)

انھوں نے کلام اقبال میں عیوب نکالنے والوں کے جوابات میں جو علمی و ادبی اور تنقیدی جائزے اور مضامین سپرد قلم کیے ، اگرچہ وہ اپنی جگہ اہمیت کے حامل ہیں، تاہم میر نیرنگ کی ادبی میں شہرت کا زیادہ تر انحصار ان کی شاعری کا مرہون منت ہے۔ گو ادبی تواریخ اور جائزوں میں میر نیرنگ کا نام مصنفین کی مستقل توجہ حاصل نہ کر سکا، پھر بھی جدید شاعری کی تحریک میں، جس کا آغاز حالی اور محمد حسین آزاد سے ہوتا ہے، میر نیرنگ کی الگ سے اپنی ایک حیثیت اور شناخت ہے۔ جدید شاعری کی اس تحریک کو پنجاب میں بہت فروغ حاصل ہوا تھا۔ اس تحریک کا مقصد اردو شاعری کو زندگی کے حقائق سے قریب لانا اور تکلف اور تصنع کو ترک کرنا تھا۔ اس حوالے سے میر نیرنگ کو اپنے دور میں ایک جدید شاعر کی حیثیت سے خاصی مقبولیت بھی حاصل ہوئی۔ ڈاکٹر علی محمد خاں نیرنگ کے اردو شاعری میں جدید رجحانات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اردو شاعری کو جدید رجحانات سے روشناس کرانے میں نیرنگ کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ہماری شاعری کو انھوں نے جس طرح مشرق و مغرب کے حسین امتزاج سے ابھارا ہے اور اس میں جدتِ ادا اور ندرتِ خیال کا رنگ بھرا ہے۔ یہ انہی کا کمال ہے۔ ان کا کلام قدما کے رنگ میں بھی اپنے دور کے کئی نئے افق لیے ہوئے ہے اور اردو شاعری کی روایات کے باوجود ان کا اندازِ بیان جداگانہ رنگ میں خلوص کا آئینہ دار ہے۔"(۳۰)

اُدھر تیغ نگاہِ ناز ہے بے تاب برق آسا
اِدھر بے چین ہے اپنی تمنائے شہادت بھی
گل گلشن کی رعنائی ہے ہر خارِ بیاباں میں
مگر چشمِ تماشائی میں ہو نورِ بصیر ت بھی (۳۱)

جلایا ہے وہ خرمن آپ کی برقِ تبسم نے
کہ حسرت جس پہ گرنے کی رہی ہر برق تاباں کو
بلا کے منچلے مردانِ جنوں دیکھے

کیا آباد جا کر کوہ کو ، صحرا کو ، زنداں کو(۳۲)
جائے ماندن ہمیں حاصل ہے نہ پائے رفتن
کچھ مصیبت سی مصیبت ہے خدا خیر کرے
رہنماؤں کو نہیں خود بھی پتا رستے کا
راہ رو پیکر حیرت ہے خدا خیر کرے
اتفاقات نہیں ہیں یہ حوادث نیرنگ
یہ تو اعمال کی شامت ہے خدا خیر کرے(۳۳)

میرے دردِ دل سے گویا آشنا ہیں چوب و تار
اپنے نالے سن رہا ہوں پردہ ہائے ساز سے
ذرّہ ذرّہ ہے یہاں اک کتبۂ سرِ الست
آپ ہی واقف نہیں ہیں رسم خطِ راز سے (۳۴)

ان کے اسلوب بیان میں جوش، روانی اور بے ساختگی ہے۔ زبان سادہ اور شستہ ہے اور انھیں اپنے خیالات کے اظہار پر مکمل قدرت حاصل تھی۔ محمد عبد اللہ قریشی ان کی شاعرانہ صلاحیتوں کا یوں اعتراف کرتے ہیں کہ:

"اگر وہ اقبال کے شانہ بشانہ چل کر اپنی شاعرانہ صلاحیتوں کو پوری طرح بروئے کار لاتے تو دوسرے اقبال ہوتے۔"(۳۵)

میر نیرنگ کی شاعری کا بیشتر حصہ اصلاحی رنگ کا حامل ہے ،لیکن میر نیرنگ نے ان موضوعات کو بھی اپنے جذبات، احساسات اور مشاہدات کے توسط سے دل کش اور پر کیف بنا دیا ہے۔ ان کے انداز بیان میں روانی اور سلاست کے ساتھ ساتھ سادگی اور پرکاری کی خصوصیات بھی پائی جاتی ہے۔ انھیں اپنے خیالات کے اظہار پر اس درجہ قدرت حاصل تھی، کہ غیر دل چسپ اور عام موضوعات کو بھی اپنے انداز نگارش اور خوش بیانی سے دل آویز اور جاذب توجہ بنا دیتے تھے۔ ان کی غزلیات سادگی ،جوش اور کیف و مستی کے حوالے سے خاص انفرادیت کی حامل ہے۔ ان کی غزلوں میں عصری تقاضوں اور قومی و سیاسی مضامین کی کثرت ہے۔ اس بنا پر ان کی عشقیہ شاعری میں کیف و سرور کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ تاہم اگر نیرنگ اپنی شاعرانہ خوابیوں کو اہمیت دیتے ہوئے شعری تخلیقات پر توجہ مرکوز کرتے تو بلند پایا شعرا کی فہرست میں بلند مقام کے حامل ہوتے۔

اے وائے نارسائی دستِ درازِ شوق
اور آپ کا نکل کے وہ جانا ،قریب سے
تحسینِ حُسنِ یار میں میرا ہے ہم خیال
نیرنگ! کیوں نہ ہو مجھے الفت رقیب سے(۳۶)

اقبال کی یورپ سے واپسی پر غلام بھیک نیرنگ نے ایک نظم بعنوان "ترانہ مسرت" لکھی، جو "مخزن" اگست ۱۹۰۸ کے شمارے میں شائع ہوئی تھی۔ اس کے چند اشعار بھی ملاحظہ ہوں:

فصل بہار آئی پھر گلشنِ سخن میں
اک جشن ہو رہا ہے مرغانِ نغمہ زن میں

ہو اہتمام ایسا آرائشِ چمن کا
باقی رہے دقیقہ ، کوئی نہ بانکپن میں
سروِ سہی سے کہہ دو ناچے ذرا لبِ جُو
قمری ترانہ گائے جلسہ اُڑے چمن میں
ہے آمدِ مسرّت اقبال تیری آمد
خوشیاں ہیں اہل دل میں، عیدیں ہیں اہلِ فن میں(۳۷)

اس نظم کو پڑھنے سے پہلے میر غلام بھیک نیرنگ نے اقبال کی آمد کے سلسلے میں جو تمہیدی کلمات ادا کیے ہیں، اُن کے مطالعہ سے اُن کی دور اندیشی اور اقبال کی شاعری سے متعلق ان کی رائے کی اصابت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں:

”یہی ایک شخص ہے جس کے دم سے اردو زبان کی اعلیٰ، اصلی اور سچی شاعری کی تمام امیدیں آج وابستہ ہیں“۔(۳۸)

میر نیرنگ کی غزل پر اقبال کی شاعری کے اثرات نمایاں اور واضح طور نظر آتے ہیں۔ اقبال سے پیشتر حالی، شبلی اور اکبر اپنے اپنے انداز میں برصغیر پاک ہند کے مسلمانوں کی زبوں حالی کو بہتر بنانے میں اپنا ادبی کردار ادا کر چکے تھے۔ اقبال نے اپنے اسلاف کے متن اور سیاسی شعور سے اپنے فن کے چراغ روشن کیے اور اپنے فن شاعری سے مسلمانوں کے ذہنی جسمانی اور روحانی امراض کی مسیحائی کی اور یوں انھیں جادہ عمل پر گامزن کرنے کی کوشش کی۔ اقبال ہی کی طرح میر نیرنگ بھی اپنی شاعری میں اصلاحی پہلو کو مرکزی اہمیت دیتے تھے۔ انھوں نے زندگی بھر مسلمانوں کی سیاسی، تعلیمی، مذہبی اور معاشرتی اصلاح کے لیے جدوجہد جاری رکھی۔ نیرنگ کو اپنے خیالات کے اظہار پر مکمل دسترس حاصل ہے۔ اقبال کی طرح ان کی غزلیات میں زیادہ تر سیاسی اور قومی مضامین کا اظہار پایا جاتا ہے۔ اسلامیان ہند کو خواب غفلت سے بیدار کرنا اور عمل و امید کا سبق جو ہے، ان کی غزل کا نمایاں وصف ہے۔ محاورات کا برجستہ استعمال، جس طرح اقبال کی شاعری کا طرہ امتیاز ہے، نیرنگ کے کلام میں بھی اس کی جھلکیاں نمایاں ہیں اور تکرار لفظی سے شاعری کو دل کش اور موثر بنانے کی روش بھی اقبال کے اثرات کا نتیجہ ہے۔ اقبال اور نیرنگ دونوں قوم کی بربادی اور زبوں حالی سے دل گرفتہ تھے۔ ہر دو کی شاعری میں قوم کا درد پنہاں ہے اور دونوں قوم کو غفلت، سستی اور جہالت کی تاریکیوں سے نکال کر امید، رجائیت، عمل اور جہد مسلسل کی شاہراہ پر گامزن دیکھنا چاہتے تھے۔ میر نیرنگ بھی ایک طرف حالی اور اقبال کی طرح ملت اسلامیہ کے نوحہ خواں نظر آتے ہیں تو دوسری طرف مسلمانوں کو بیداری اصلاح اور رجوع اسلام کی دعوت دیتے دکھائی دیتے ہیں۔ حب رسول صلی علیہ والہ وسلم کا جذبہ قدر مشترک نظر آتا ہے۔ کلام اقبال کے میر نیرنگ کی غزل پر اثرات نہ صرف زبان و بیان ،الفاظ و تراکیب ،صنائع بدائع اور تشبیہات و استعارات تک محدود ہیں ، بل کہ افکار و خیالات اور نظریات اور احساسات پر بھی کلام اقبال کی گہری چھاپ نظر آتی ہے۔ قومی و ملی کاموں کی طرف زیادہ میلان کی وجہ سے میر نیرنگ اپنی شاعری کی طرف خاطر خواہ توجہ نہ دے سکے، اس لیے اک مختصر مجموعہ کلام ان سے یادگار ہے، تاہم اس مختصر کلام سے بھی ان کے قادرالکلام شاعر ہونے کا بخوبی اندزہ ہوتا ہے۔ اقبال کے علاوہ غالب کی طرز خاص ان کی غزلیات میں نمایاں ہے۔ اگر ان کی لیلائے شاعری تبلیغ کے محمل میں بند ہو کر نہ رہ گئی ہوتی اور نیرنگ نے اپنے جوہر شعر گوئی کو اہمیت دی ہوتی، تو نہ صرف اچھے اچھے شعرا کا چراغ ان کے سامنے جل نہ سکتا، بلکہ وہ اقبال جیسے عظیم شعرا کی صف میں نمایاں طور پر کھڑے نظر آتے۔

حوالہ جات

1. ڈاکٹر معین الدین عقیل،(مرتب) مقدمہ، کلام نیرنگ، کراچی: مکتبہ اسلوب، اشاعتِ سوم، ۱۹۸۳ء ص ۳۵
2. مشفق خواجہ: پس ورق، کلام نیرنگ، مرتبہ، ڈاکٹر معین الدین عقیل، کراچی: مکتبہ اسلوب، اشاعتِ سوم، ۱۹۸۳ء
3. عابد علی عابد، شعر اقبال، لاہور: بزمِ اقبال، ستمبر ۱۹۹۳ء ص ۶۰
4. ڈاکٹر گیان چند، (مرتب) ابتدائی کلامِ اقبال، بہ ترتیب مہ و سال، لاہور، اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۰۴ء ص ۲۱۷
5. ڈاکٹر معین الدین عقیل،(مرتب) ،کلام نیرنگ، ص ۱۲۰
6. ڈاکٹر گیان چند، (مرتب) ابتدائی کلامِ اقبال، بہ ترتیب مہ و سال، ص ۲۱۹
7. ڈاکٹر وحید قریشی، اساسیاتِ اقبال، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، طبع دوم، ۲۰۰۳ء ص ۲۱۸
8. ڈاکٹر معین الدین عقیل،(مرتب) ،کلام نیرنگ، ص ۵۴، ۵۳
9. ڈاکٹر معین الدین عقیل،(مرتب) ،کلام نیرنگ، ص ۴۲، ۴۰
10. ڈاکٹر معین الدین عقیل،(مرتب) ،کلام نیرنگ، ص ۱۱۶
11. ایضاً، ص ۱۱۷
12. ڈاکٹر تسکینہ فاضل، اقبال کے معاصر شعراء و ادباء، فاضل پبلی کیشنز، سرینگر کشمیر، ۲۰۰۳ء، ص ۲۴۳
13. ڈاکٹر معین الدین عقیل،(مرتب) ،کلام نیرنگ، ص ۱۱۸۔۱۱۹
14. ایضاً، ص ۱۲۱
15. ایضاً، ص ۱۸۹
16. علامہ اقبال، خط بنام مولوی انشا اللہ خان، ایڈیٹر 'وطن' کے نام، مشمولہ، اقبال نامہ، مرتبہ شیخ عطا اللہ، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، طبع نو (یک جلدی) ۲۰۰۵ء ص ۵۱، ۵۰
17. علامہ اقبال، خط بنام میر سید غلام بھیک نیرنگ، مشمولہ، اقبال نامہ، مرتبہ شیخ عطا اللہ، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، طبع نو (یک جلدی) ۲۰۰۵ ء ص ۱۹۵
18. ڈاکٹر گیان چند، (مرتب) ابتدائی کلامِ اقبال، بہ ترتیب مہ و سال، ص ۴۵
19. غلام بھیک نیرنگ، مضمون، اقبال کے بعض حالات، مشمولہ، مجلہ اقبال، لاہور، اکتوبر ۱۹۵۷ء ص ۵
20. ڈاکٹر معین الدین عقیل،(مرتب) ،کلام نیرنگ، ص ۱۲۶، ۱۲۵
21. ایضاً، ص ۱۲۷
22. ڈاکٹر علی محمد خاں، لاہور کا دبستانِ شاعری، لاہور: مقبول اکیڈمی، ۱۹۹۲ء ص ۲۹۷
23. ڈاکٹر معین الدین عقیل،(مرتب) ،کلام نیرنگ، ص ۱۲۸
24. ایضاً، ص ۱۳۰
25. ڈاکٹر علی محمد خاں، لاہور کا دبستانِ شاعری، ص ۲۹۸

26. ڈاکٹر معین الدین عقیل، (مرتب) ،کلام نیرنگ، ص ۱۳۲، ۱۳۱
27. ڈاکٹر تسکینہ فاضل، اقبال کے معاصر شعراء و ادباء، ص ۲۴۲
28. ڈاکٹر معین الدین عقیل، (مرتب) ،کلام نیرنگ، ص ۱۳۳
29. ایضاً، ص ۱۳۴
30. ڈاکٹر علی محمد خاں، لاہور کا دبستانِ شاعری، ص ۳۰۰
31. ڈاکٹر معین الدین عقیل، (مرتب) ،کلام نیرنگ، ص ۱۸۵۔۱۹۱
32. ایضاً، ص ۱۸۵۔۱۹۱
33. ایضاً، ص ۱۸۵۔۱۹۱
34. ایضاً، ص ۱۸۵۔۱۹۱
35. محمد عبداللہ قریشی، معاصرین اقبال کی نظر میں، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۷ء ص ۸۵
36. ڈاکٹر معین الدین عقیل، (مرتب) ،کلام نیرنگ، ص ۱۲۳
37. ایضاً، ص ۱۴۳، ۱۴۲
38. ایضاً، ص ۱۴۱

References

1. Moinuddin Aqeel, Dr. *Kalame Nairang (Preface).* (Editor). Karachi: Maktba Asloob. 3rd Edition. 1983. P 35
2. Mushfiq Khawaja. *Pase Warq, Kalame Nerang (Preface).* (Editor). Karachi: Maktba Asloob. 3rd Edition.1983
3. Abid Ali Abid. *Share Iqbal*. Lahore: Bazme Iqbal. September 1993. P 60
4. Gian Chand, Dr. *Iqbal Ibtadai Kalam*. Ba Tarteeb Maho Sal. (Editor). Lahore: Iqbal Academy Pakistan. 2004. P 217
5. Moinuddin Aqeel, Dr. *Kalame Nerang (Preface).* (Editor). P 120
6. Gian Chand, Dr. *Iqbal Ibtadai Kalam*. Ba Tarteeb Maho Sal. (Editor). P 219
7. Waheed Qurashi, Dr. *Asasiate Iqbal*. Lahore: Iqbal Academy Pakistan. 3rd Edition. 2003. P 218
8. Moinuddin Aqeel, Dr. *Kalame Nerang.* (Editor). P 218
9. Ibid. 40-42
10. Ibid. 116-117
11. Ibid. 117
12. Dr Taskena Fazal. *Iqbal Ky Muasir Shura O Adba*. Sri Nagar Kashmir: Fazal Publications. 2003. P 243
13. Moinuddin Aqeel, Dr. *Kalame Nerang (Preface).* (Editor). P 118,119
14. Ibid. P 121
15. Ibid. P 189
16. Allama Iqbal,*Khat Banam Molvi Insha Allah Khan*. (editor) Watan K Nam. Iqbal Nama. (editor). Shaikh Attaullah,Lahore: Iqbal Academy Pakistan. New Edition (Single Vol). 2005. P 50-51
17. Allama Iqbal: Khat Banam Mir Syed Ghulam Bhek Nerag. included: Iqbal Nama. (editor) Shaikh Attaullah.Lahore: Iqbal Academy Pakistan. New Edition (Single Vol). 2005. P 50-51
18. Gian Chand, Dr. *Iqbal Ibtadai Kalam*. Ba Tarteeb Maho Sal. (Editor). 45
19. Ghulam Bheek Nairang. (Essay). Iqbal Ky Baz Halat. Included: Mujala Iqbal. October 1957. P 5
20. Moinuddin Aqeel, Dr. *Kalame Nairang (Preface).* (Editor). P 125,126
21. Ibid. P 127
22. Ali Muhammad Khan, Dr. *Lahore Ka Dabstane Shayari.* Lahore: Maqbol Academy. 1992. P 297
23. Moinuddin Aqeel, Dr. *Kalame Nairang (Preface).* (Editor).P 128
24. Ibid. P 130
25. Ali Muhammad Khan, Dr. *Lahore Ka Dabstane Shayari. P* 298
26. Moinuddin Aqeel, Dr. *Kalame Nairang (Preface).* (Editor). P 131-132
27. Dr Taskena Fazal. *Iqbal Ky Muasir Shura O Adba*. 2003. P 242
28. Moinuddin Aqeel, Dr. *Kalame Nairang (Preface).* (Editor). P 133
29. Ibid. P 134
30. Ali Muhammad Khan, Dr. *Lahore Ka Dabstane Shayari. P* 300
31. Moinuddin Aqeel, Dr. *Kalame Nairang (Preface).* (Editor). P 185-191

32. Ibid
33. Ibid
34. Ibid
35. Muhammad Abdullah Qureshi. Muasrin: Iqbal Ki Nazar Main. Lahore: Majlas Taraqi Adab. 1977. P 85
36. Moinuddin Aqeel, Dr. *Kalame Nairang (Preface).* (Editor).P 123
37. Ibid. P 142,143
38. Ibid. P 141